باب التقریظ والانتقاد

کتاب السنن والآثار للامام الحافظ سعید بن منصورؒ[1]

سعید احمد اکبر آبادی

عالم اسلام کی موجودہ علمی نشاۃ ثانیہ پر جن ارباب علم ونظر کی نگاہ ہے وہ جانتے ہیں کہ مسلم ممالک کے خود مختار و آزاد ہوتے ہی اسلامی علوم وفنون کے چمن میں گویا بہار تازہ ونو آگئی ہے۔ چنانچہ ملک ملک میں تحقیق اور تصنیف وتالیف کے ادارے قائم ہیں۔ فقہ، علم کلام اور فلسفہ وادب، معاشیات وسماجیات کے مسائل ومباحث پر بڑی قابل قدر کتابیں کثرت سے شائع ہو رہی ہیں اور مختلف علوم وفنون پر نادر ونایاب مخطوطات کا کھوج لگا کر انھیں اعلیٰ تحقیق وترتیب اور تعلیق وتحشیہ کے ساتھ بڑے اہتمام وانتظام سے شائع کیا جا رہا ہے ابھی ایک ربع صدی پہلے تک یہ فن یورپ کا مخصوص فن سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اب زمانہ نے جو نئی کروٹ لی ہے تو خود عالم اسلام میں محققین کی ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی ہے جو مستشرقین سے بھی گوئے سبقت لے گئی اور اُن کے علمی اور تحقیقی کارناموں کی صدا سے فضا گونج اٹھی ہے، ہمارے لئے یہ بڑے فخر اور مسرت کی بات ہے کہ برصغیر ہند وپاک کا قدم بھی اس معاملہ میں کسی سے پیچھے نہیں ہے، اور اسلامی علوم وفنون کی تاریخ میں جو اُسے مرتبہ ومقام حاصل ہے اس کی روایات کو اسی شان کے ساتھ قائم رکھے ہوئے ہے۔ لیکن برصغیر کے علمائے محققین جن کو فن حدیث واسمائے رجال میں خاص طور پر ماہرانہ اور ناقدانہ بصیرت ومہارت حاصل

---

[1] مرتبہ مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی تقطیع کلاں ضخامت ۲۴۸ صفحات ٹائپ جلی قیمت درج نہیں۔

پتہ :- (۱) مجلس علمی ڈابھیل ضلع سورت (انڈیا)

(۲) مجلس علمی پوسٹ آفس بکس نمبر 4883 ۔ کراچی - ۲ (پاکستان)

ہے اور ان کارناموں سے ایک دنیا متمتع ہو رہی ہے۔ اگر ان کی ایک فہرست مرتب کی جائے تو اگرچہ یہ فہرست مختصر ہوگی لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سرفہرست نام الشیخ المحدث مولا حبیب الرحمٰن الاعظمی کا ہوگا۔

مولانا اس سے قبل چند چھوٹی بڑی کتابوں کے علاوہ مسند الحمیدی جیسی اہم اور عظیم الشان کتاب ایڈٹ کر کے شائع کر چکے ہیں جو اہلِ علم کے لئے ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے اور اب مصنف عبدالرزاق جو کئی ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہے، عنقریب شائع کرنے والے ہیں اور کمال ہے کہ اسی درمیان میں یہ زیرِ نظر کتاب بھی مرتب کر کے وقفِ عام کردی ہے، اس کتاب کی اہمیت یہ ہے کہ اس کے مرتب اور جامع سعید بن منصور بن شعبہ الخراسانی المکی المتو ۲۲۷ھ ہیں جو دوسری صدی ہجری کے اکابر محدثین میں سے ہیں، موصوف کا سن وفات جس میں اختلاف ہے سب لکھے ہیں۔ لیکن ولادت کا سن کسی نے نہیں لکھا۔ اغلب یہ ہے کہ ان کی پیدائش امام شافعی (المتولد ۱۵۰ھ) سے بھی پہلے ہوئی ہے، اس کی تائید ا عبارت سے بھی ہوتی ہے جو اس کتاب کے مقدمہ میں مخطوطہ کے لوح سے نقل کی گئی ہے بہرحال ان کی علمی جلالتِ شان کی دلیل اس سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ امام احمد بن حنبل ابوزرعہ اور امام مسلم کے شیوخ واساتذہ میں سے ہیں اور سب نے اُن کے اتقان فی العلم اور ثقاہت کو تسلیم کیا ہے۔ انھوں نے "کتاب السنن" کے نام سے یعنی ابواب فقہیہ کے مطابق اپنی احادیث مسموعہ کو کئی جلدوں میں مرتب کیا تھا جس کی اہمیت بھی کچھ کم نہیں تھی کہ یہ مجموعہ صحیحین او سنن اربعہ سے بھی مقدم تھا۔ لیکن یہ کتاب نایاب تھی۔ اتفاق سے مشہور فاضل و محقق ڈاکٹر محمد حمید اللہ کو اس کتاب کی تیسری جلد ترکی کے ایک کتب خانہ میں نہایت ہی عجیب وغریب ڈرامائی انداز میں مل گئی اور موصوف نے اس کا عکس لے کر مجلسِ علمی ڈابھیل کے بانی اور ہمارے خواجہ تاشں مولانا محمد میاں سملکی مرحوم کے پاس بھیجدیا۔ مرحوم ان علمی نوادر کے بیحد قدر دان تھے۔ انھوں نے یہ نسخہ مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی کی خدمت میں بھیجا اور درخواست کی کہ موصوف

اس کی تحقیق و تعلیق فرمائیں ۔ مولانا کو اس میں کیا تامل ہوسکتا تھا، چنانچہ آپ نے اس کی تحقیق کی اور تعلیق بھی لیکن کس طرح ؟ اس کا اندازہ اصل کتاب کو دیکھے بغیر پورے طور پر ہو ہی نہیں سکتا ۔ جو روایات اس میں درج ہیں ان کی تخریج کی ہے، اسناد یا متن میں کوئی فرق ہے تو اُسے واضح کیا ہے ۔ فنی طور پر روایت اور اُس کے شواہد کی حیثیت کیا ہے؟ اسے متعین کرنے کی کوشش کی ہے اور جو الفاظ شرح طلب تھے اُن کے معنی و مراد کو تحریر کیا ہے جو کچھ ہے حوالہ کے ساتھ ہے، شروع میں پہلے مولانا کا پیش لفظ ہے جس میں آپنے صاحب نسخہ سے لے کر مصنف تک کے راویوں کے حالات اور اپنی اسناد مصنف تک کی ان سب کو بیان کیا ہے اس کے بعد ڈاکٹر حمید اللہ کے قلم سے ایک طویل محققانہ مقدمہ ہے جس میں موصوف نے نسخہ کی دستیابی کی دلچسپ داستان قلمبند کی ہے کہ کس طرح صاحب کتاب کے جدِ امجد کا نام شعبۃ کی تصحیف سے "شیبۃ" ہوگیا تھا اور اس طرح یہ کتاب کتب خانہ کی فہرست میں "مصنف بن ابی شیبۃ" کے نام سے درج تھی لیکن ڈاکٹر صاحب نے بکمال دیدہ وری پتہ چلایا کہ یہ مصنف بن ابی شیبہ نہیں بلکہ کتاب السنن لسعید بن منصور بن شعبۃ ہے اس داستان کو بیان کرنے کے بعد مصنف کے حالات جو ناقص و ناتمام ہیں ادھر اُدھر سے لیکر بیان کئے ہیں اور پھر کتاب کی تاریخی اور فنی اہمیت پر گفتگو کی ہے ۔ کتاب کے آخر میں مراجع اور تعلیقات و استدراکات کی دو فہرستیں ہیں ۔ غرضکہ کتاب ارباب علم و تحقیق کے لئے بڑی قابلِ قدر اور لائقِ مطالعہ ہے ۔ البتہ یہ دیکھکر بڑا صدمہ ہوا کہ پروف ریڈنگ کا جیسے کوئی اہتمام ہی نہیں ہوا ۔ علاوہ ان اغلاط کے جو آٹھ صفحہ کی فہرست میں مندرج ہیں کتاب میں اور بھی جابجا غلطیاں پھیلی ہوئی ہیں جن کی وجہ سے پڑھنے میں بعض اوقات بڑی کوفت اور الجھن ہوتی ہے ۔ ارباب علم کو ڈاکٹر صاحب اور مولانا مدظلہٗ ان دونوں حضرات گے شکریہ کے ساتھ مجلس علمی ڈابھیل و کراچی کا بھی شکرگذار ہونا چاہیئے جو حضرت الاستاذ مولانا محمد انور شاہ الکشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار میں قائم ہوئی تھی اور اس وقت سے اب تک فقہ و حدیث پر اعلیٰ اور بلند پایہ کتابیں باہتمام و صرف زر کثیر شائع کرکے اسلامی علوم و فنون کی خاموش لیکن نہایت وقیع اور گراں قدر خدمات انجام دیتی رہی ہے ۔